Feminist Elements in the Novels of Deputy Nazeer Ahmed

ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں میں تانیثی عناصر

Muhammad Atif*[1]
Ph.D. Scholar, Department of Urdu Languages & Literature
University of Sargodha
Dr. Sajid Javed* [2]
Associate Professor, Department of Urdu Languages & Literature University of Sargodha

محمد عاطف*[1]
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو زبان و ادب، یونیورسٹی آف سرگودھا
ڈاکٹر ساجد جاوید*[2]
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو زبان و ادب، یونیورسٹی آف سرگودھا

Correspondance: sajid.javed@uos.edu.pk

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 12-01-2025
Accepted:25-03-2025
Online:28-03-2025

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: Despite being an undeniable part of human civilization, women have historically been subjected to systematic marginalization and exploitation. The feminist movement, which promoted equal social rights for men and women, arose in response to this inequality. Like other facets of society, feminism had an impact on literature as well, resulting in a unique literary discourse that supported women's rights. In order to address women's social status and educational empowerment, Urdu literature; especially .the writings of Deputy Nazeer Ahmed was essential Nazeer Ahmed, the pioneer of Urdu novel, reflected the sociocultural conundrums of his era in his writings by addressing issues of female education, household duties, and social expectations. His books provide insight into early feminist ideas in Urdu literature by quietly drawing attention to the limitations placed on women and the importance of their social and intellectual growth. This study explores the feminist themes found in Nazeer Ahmed's books and looks at how his stories influenced the changing conversation about women's rights. In order to determine how much his writings

support feminist principles and how much they influenced the development of modern views on gender equality in Urdu literature, this article will critically examine his literary contributions

KEYWORDS: Woman, Feminism, Novel, Religion, Feudal society

نسل انسانی کی بقا کے ساتھ ساتھ اس کا سماجی نظام قائم کرنے اور سماج کو ترقی کی راہ پر ڈالنے کے حوالے سے عورت ایک ایسی حقیقت ہے جس کے بغیر زندگی اور سماج کا تصور ہی ناممکن ہے۔تاریخ کے نہاں خانوں میں جھانکیں تو اس حقیقت سے آشنائی ہوتی ہے کہ عورت نے ہر دور میں سماجی بہبود میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔لیکن اکثر معاشروں خاص طور پر پدر سری سماج میں عورت کو اس سماجی حیثیت سے محروم رکھا گیا، جس کی وہ حق دار تھی۔اس محرومی اور حقوق کے استحصال کے خلاف رد عمل کا رویہ سامنے آیا، وہ تانیثیت کہلایا۔

تانیثیت عربی لفظ ''تانیث'' سے ہے۔انگریزی میں اس کے لیے 'Feminism' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔'Feminism' حقیقت میں لاطینی اصطلاح Femina سے ہے۔یہ دراصل وہ فکری رجحان ہے جو عورت کے استحصال اور مرد کے مقابلے میں اسے کم حیثیت گردانے کے عمل کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔تانیثیت کے مفہوم کی وضاحت کے لیے جب ہم مختلف لغات کا جائزہ لیتے ہیں تو ڈکشنری آف آکسفورڈ میں اسے یوں بیان کیا گیا ہے کہ :

"Advocacy of the rights of women(based on the theory of equilty of the sexes" (1)

یعنی تانیثیت وہ نظریہ ہے جو جنسی برابری کے اصولوں پر عورتوں کے حقوق کی تائید کرتا ہے۔عورت کے حقوق صرف اس کی بنیادی ضروریات تک محدود نہیں بلکہ ایک مرد کی طرح اسے بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ ملکی اور سماجی ترقی میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکے۔نہ صرف یہ بلکہ اس کی صلاحیتوں کا اعتراف بھی کیا جائے اور مرد کی طرح اسے بھی سماج کا بنیادی عنصر مانا جائے۔تانیثیت (Feminism) کے مفہوم کی مزید وضاحت انسائیکلوپیڈیا آف سوشیالوجی میں ہوتی ہے۔اس میں تانیثیت (Feminisim) کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ:

"Feminism: a movement that attempt to institute social , economic and political

equality between men and women in society and end distortion in the relationship between men and women"(2)

یہاں تانیثیت سے مراد ایک ایسی تحریک ہے جس کا مقصد مرد او رعورت کے درمیان مختلف شعبہ ہائے زندگی میں برابری قائم کرنا ہے۔یہ برابری سماجی ، سیاسی او راقتصادی میدانوں میں عورت کو مرد کے برابر لانے کے حوالے سے ہے۔اور اس امر کی کوشش کی حوصلہ افزائی پر مشتمل ہے کہ مرد اور عور ت کے رشتوں کے درمیان پائی جانے والی خامیوں کو دور کیا جائے۔

تانیثیت کی تحریک عالم گیر تحریک ہے۔اس نے دنیا کے مختلف ممالک میں عورتوں کے حقوق کے حق میں اوران کے استحصال کے خلاف آواز بلند کی۔اس تحریک کو اس حد تک مقبولیت حاصل ہوئی کہ عورت کے استحصال کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو تانیثیت قرار دیا گیا۔بعض دانشوروں نے تو تانیثیت کی تعریف میں ہی عورتوں کے استحصال کے خلاف آواز اٹھانے کو ہی تانیثیت قرار دیا ہے۔روڈک اریڈک تانیثیت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

" تانیثیت کے معنی عورتوں کا گھر کے اندر کام کرنے کی جگہوں اور سماج میں ہورہے جبر واستحصال کے خلاف مہم کی تبلیغ کرنا او رعورتوں ومردوں کی اجتماعی کاوشوں کے ذریعے موجود حالات کے کلاف ضروری اقدامات کرنا ہے۔"(3)

تانیثیت امر کو بھی زیر بحث لاتی ہے کہ عورت کو تسلیم کیاجائے۔اگرچہ یہ بھی عورت کے بنیادی حقوق میں داخل ہے کہ اس کی ذات اور صلاحیتوں کو تسلیم کیا جائے لیکن پدرسری سما ج میں اس سے انکار ہی کیاجاتارہاہے۔اس انکار کی وجہ سے سماج میں مرد کی حاکمیت قائم ہوتی رہی ہے او رعورت محکوم او رمجبو ر ہوتی چلی گئی۔مرد کی اسی حاکمیت کی وجہ سے عورت کو گھریلو تشدد کا بھی سامنا کرنا پڑا اور اپنے آپ کو محدود بھی کرناپڑا۔اسے ایک طرف جنسی طورپرہراساں بھی ہونا پڑاتودوسری طرف مردوں کے برابر کام کرنے کے باوجود کم اجرت پر گزارا کرناپڑا۔اور جواجرت اسے ملتی تھی وہ بھی گھر میں اس کی ملکیت تصورنہیں کی جاتی تھی۔تانیثیت نے ان رویوں کے خلاف آواز بلند کی۔یہی وہ بنیادی تصورات تھے جن پرتانیثیت کی بنیاد کھڑی تھی۔شمس الرحمان فاروقی تانیثیت کے بنیادی تصورات کویوں واضح کرتے ہیں:

''تانیثیت کے بنیادی تصورات دوہیں۔اول یہ کہ بنی نوع انسان کے دوطبقے ہیں، مرد او رعورت۔مرد بطور طبقہ عورت بطور طبقہ

ایک دوسرے پر زیادتی کرتے چلے آرہے ہیں۔ان دوطبقات کے باہمی تعلقات اور آویزش کا مطالعہ جنس یا Gender کے اصطلاحی لفظ کے تحت کیاجاتاہے۔جنس یا جنیڈر کے تصور صنف یعنی Sex کے تصور سے مختلف ہیں۔یعنی مردوعورت کے درمیان صنفی اختلاف پرکسی طبقے کوکم تریابہتر نہیں کہاجاسکتا۔یہ کہنا غلط ہے کہ عورت بطورصنف ناز ک ہے۔مر د کے مقابلے میں کمزور ا ورکم عقل ہے۔یہ بھی کہنا غلط ہے کہ بعض خصوصیات مثلاً نازک دلی ، رقیق القلبی ،شرم وحیا،ضدوغیرہ عورتوں میں مردوں سے زیادہ ہوتی ہے۔دوسرے لفظوں میں عورتوں کے تصورات معاشرہ میں رائج ہیں۔اصلاً اور اصولاًمعاشرہ کی وضع کردہ ہیں، حقیقی نہیں۔''(4)

تانیثیت ، حقوق نسواں،نسائی شعور او راس طرح کی دیگر اصطلاحات کا منبع و مرکز عورت کے حقوق ہی ٹھہرتے ہیں۔یہ تمام اصطلاحات اپنی اصل کے حوالے سے ایک ہی ہیں۔ان سب ہیں‌عورت کے استحصال کے خلاف آواز بلندکرناہی بنیادی عنصرہے۔مختلف اہل ادب نے عورتوں کے حوالے سے ان مختلف اصطلاحات کواستعمال کرتے ہوئے اپنے اپنے انداز میں تانیثیت کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔میری لین فرنچ نے تانیثیت کی وضاحت یوں کی ہے:

''زنانہ پس منظر میں خواتین کے اتحا دکے ذریعے کسی بھی گروپ کی عورتوں کے حالات بہتر بنانے کانام تحریک ِنسواں یاFeminisim ہے۔ اگر عورتوں کے خلاف صف آرا طاقتوں‌کوبہتر بنانے میں ہونے والے کام کودیکھاجائے تو یقینا اسے انتہائی کامیابی قراردیاجائے گا۔''(5)

میری لین فرنچ کی اس تعریف میں عورت کے مجموعی حالات کاذکر کیاگیاہے۔انھوں نے عورت کے ان حالا ت کوبہتربنانے کی ذمہ داری تانیثیت یا حقو ق نسواں کی تحریک کو سونپی ہے جن حالات کا شکا رہوکر عورت استحصال کاشکارہوئی ہے۔ان کے نزدیک حقوق نسواں کی تحریک کابڑا مقصدہی عورت کے حالات کوبدلنااو رسنوارناہے۔یہ بدلاؤ او ربہتری اسی وقت ممکن ہوگی جب عورت کواپنی زندگی کے فیصلے خو دکرنے کااختیار دیاجائے گا۔مرد کی خواہش کی تکمیل ہی عورت کی زندگی کامقصد نہیں ہے بلکہ اس کی اپنی بھی کوئی زندگی ہے جس میں اسی طرح خواہشات او رتمنائیں ہیں جس طرح مرد کی زندگی

میں ہوتی ہیں۔اس لیے لازم ہے کہ عورت کو بھی یہ حق فراہم کیاجائے کہ سماجی ،تہذیبی ، ثقافتی او راخلاقی اقدار کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی زندگی کو اپنی مرضی کے مطابق گزار سکے۔وہ خطے جن کی اقدار ہیں مرد کی حاکمیت زیادہ مضبوط رہی ہے وہاں تانیثیت کے نظریات کو پنپنے میں مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑاہے۔ضمیر بدیوانی اس بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''نسائی شعور دراصل مابعد جدید (پوسٹ ماڈرن) رویوں سے آگاہی کانام ہے ،جوہماری فکر کامکمل حصہ نہیں بن سکا،کیوں کہ ہماری قدریں روایتی طور پر مردوں کی فکر کی تابع رہی ہیں۔ ان میں عورت کاحصہ نہ ہونے کے برابرہے۔اب صورت حال یہ ہے کہ عورتیں مرد کی حاکمیت او ران کے تابع رسم ورواج سے آزاد ہوکر اپنے آپ کو ا س آئینے میں دیکھ رہی ہیں، جوان کااو ران سے متعلق معاشرے کاسچا اوراصل روپ سامنے لاسکے۔'' (6)

حقو ق نسواں یا تانیثیت کی تحریک زندگی کے کسی ایک خاص شعبے تک محدو د نہ تھی بلکہ اس کے اثرات زندگی کے تمام شعبہ جات پرپڑے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کا عمل دخل زندگی کے ہر شعبے میں ضروری ہے۔زندگی کاکوئی بھی شعبہ عورت کے وجود سے انکار نہیں کرسکتا۔عورت سماج کا اسی اہمیت کاعنصر ہے جو اہمیت مرد کوحاصل ہے۔بلکہ اگر وسیع نظری سے دیکھاجائے تو نسلوں کوسنوارنے او ربگاڑنے میں مرد کی نسبت عورت کاکردار زیادہ نمایاں ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ عورت کی شمولیت زندگی کے تمام شعبہ جات میں لازم ہو۔تانیثت کی تحریک کاجب آغاز ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے اس کادائرہ کار زندگی کے تمام شعبوں تک پھیلتا چلاگیا۔اس ضمن میں ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

> ''دلچسپ با ت یہ ہے کہ اس تحریک نے مختلف شعبوں میں بیک وقت اپنی قوت کااظہار کیا، یعنی سماجی ،سیاسی ، علمی ،ادبی اور دیگر سطحیں اس سے مستفیض ہوئیں۔اس صورت حال کے پیش نظر میں تعلیم کاحصول سب سے بڑا محرک تھا۔تعلیم سے مراد صرف تعلیم نسواں نہیں ،مردو ں میں تعلیم حاصل کرنے کارجحان بھی ہے، جو بیسویں صدی میں عام ہوا، حتیٰ کہ اس نے تعلیم بالغاں کو بھی اہمیت بخشی۔تعلیم کے دوپہلو ہوتے ہیں۔ایک وہ جو لکھنے پڑھنے تک محدود ہے ، دوسرا وہ جو معلومات کے حصول پر منتج ہوتاہے اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ان

لوگوں تک بھی پہنچتا ہے جو لکھنے پڑھنے کی سعادت سے محروم ہوتے ہیں۔خواتین نے اس سے بالخصوص فائدہ اٹھایا۔"(7)

تانیثیت کے حوالے سے اسی طرح کے خیالات ناصر عباس نیر کے ہاں بھی ملتے ہیں۔وہ بھی تانیثیت کو کسی خاص شعبہ زندگی مثلاً ادب تک ہی محدود نہیں سمجھتے بلکہ وہ اس کے دائرہ کار کو وسعت کا حامل قرار دیتے ہیں۔وہ تانیثیت کے بارے میں بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تانیثت محض ادبی متون ہی نہیں، پوری انسانی تاریخ او رجملہ ثقافتی مظاہر کے مطالعے کا نیا تناظر فراہم کرتی ہے۔ یہ نیا تناظر دراصل و نئے سوالات ہیں ، جنھیں حقوق نسواں، آزادئ نسواں کی تحریکوں اور تانیثی تھیوری نے گزشتہ صدی میں تشکیل دیا ہے۔گویا، تانیثیت محض ایک ادبی تھیوری نہیں ہے۔اس کی پہنچ اور دائرہ کار،دونوں عورتوں کی آزادی اور حقو ق کی سیاسی وسماجی تحریکوں سے شدید طور پر متاثر ہیں۔"(8)

تانیثت کے حوالے سے بیان کیے گئے خیالات میں مرد اور عورت دونوں طبقات کے اہل علم کی آرا شامل ہیں۔اگر ہم ان آرا کا تجزیہ کریں تو مرد اہل علم کے خیالات میں عورت کے حقو ق کی آواز بھی ملتی ہے او رسماج میں اس کی اہمیت کا بھی علم ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اس امر سے بھی آگاہی ہوتی ہے کہ مرد اہل علم کے خیالات جذباتیت سے دور رہتے ہوئے حقائق کو سامنے لاتے ہیں جب کہ خواتین اہل علم کی طرف سے پیش کردہ خیالات میں جذباتی انداز زیادہ ملتا ہے او راس جذباتیت کا ہی نتیجہ ہے کہ وہ مردو ں کو تمام خرابیوں کی جڑ قرار دیتی ہیں۔اس کی ایک مثال کشور ناہید ہے۔جن کے خیال میں:

''مرد کے rights and rules ساختیاتی معاشی نظام کے باعث ہی زمانے ہیں نفسانفسی ، خود غرضی اور ذاتی نفع حاصل کرنے کی یک طرفہ سوچ ہی حاوی رہی ہے۔کل طاقت بن جانے کا مردانہ تصور، خود انانیت کے کانٹے بوتا رہا اور یہی سوچ تھی جس نے عورت کو زندگی میں برابر کا ساتھی سمجھنے کی مبادیات سے پوری انسانیت کو ناواقف رکھا۔"(9)

تانیثیت ایک وسیع اصطلاح ہے۔یہ صرف عورتوں کی مردوں کے ساتھ برابری پر ہی مشتمل نہیں ہے بلکہ ا س میں ہر وہ کاوش شامل ہے جو سماج میں عور ت کو اس کا جائز مقام دلوانے میں معاون

ثابت ہوتی ہے۔ سماج چوں کہ ایک وسیع منظر نامے پر مشتمل ہوتا ہے۔ مختلف افراد زندگی کے مختلف شعبوں سے منسلک ہوتے ہیں۔ یہ تمام شعبہ ہائے زندگی مل کر کسی سماج کی تشکیل کرتے ہیں۔ یوں تانیثیت کا عمل دخل بھی زندگی کے مختلف شعبوں تک پھیلتا دکھائی دیتا ہے۔

ناول ایک ایسی صنفِ ادب ہے جو اپنے وسیع کینوس کی بنا پر دیگر اصناف کی نسبت سماج کو زیادہ وسعت کے ساتھ بیان کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس صنف کے لکھاری کے ہاں تخیل سے زیادہ مشاہدے کا عمل دخل ہوتا ہے۔ وہ سماج کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس میں آنے والی تبدیلیوں سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ ان تغیرات سے سماج کی نئی جہتوں سے شناسا ہونے کے بعد وہ جب ناول میں کسی سماجی عکاسی کرتا ہے، تو اس سماج کے سیاسی، سماجی، ثقافتی اور معاشی پہلوؤں کو سامنے لاتا ہے۔ یوں ناول سماجی عکاسی کا ایک ایسا اظہاریہ جس میں سماج کے مختلف رویوں کے ساتھ ساتھ مختلف طبقات کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ اردو ناول کا آغاز جس سوچ اور تحریک کے زیر اثر ہوا، اس میں تانیثیت کو خاص عمل دخل ہے۔ اس تانیثی شعور نے ہی اردو ناول کے بنیاد گزار ڈپٹی نذیر احمد کو حقوقِ نسواں کے ساتھ ساتھ اصلاحِ نسواں کی تحریک دی۔ یوں ان کا پہلا ناول "مراۃ العروس" سامنے آیا تو اس میں انہوں نے عورت کو ہی بنیادی موضوع بنایا۔ نذیر احمد عورت کی سماجی حیثیت سے بہ خوبی آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عورت کی اصلاح کو ہی سماجی اصلاح کا اہم سنگ میل تصور کرتے ہیں۔ عورت کی سماجی اور خانگی حیثیت کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

> "خانہ دار بدون عورت کے ایک دن نہیں چل سکتی، مرد کتنا ہی ہوشیار کیوں
> نہ ہو، ممکن نہیں کہ عورت کی مدد کے بدون گھر چلا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ
> عورت کے مرنے کو خانہ ویرانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔" (10)

یہی تانیثیت کا بھی منشور ہے کہ عورت کو محض ایک تسکین طبع یا تلذذ کا سامان سمجھنے کی بجائے اس کی سماجی حیثیت کا اعتراف کیا جائے۔ جس قدر سماجی اور خانگی ذمہ داری عورت پر عائد ہوتی ہے، اسی قدر اس کی اصلاح بھی ضروری قرار پاتی ہے۔ تانیثیت صرف عورت کے حقوق کا ہی نعرہ بلند نہیں کرتی بلکہ وہ عورت کو اس قابل بنانے پر بھی زور دیتی ہے کہ عورت سماج کا ایک مفید عنصر قرار پائے۔ سماج میں اس کی موجودگی سماجی بہتری اور سماج فلاح کا ذریعہ بن سکے۔ یہی تانیثی نقطہ نظر ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں میں ایک اہم فکری رویے کے طور پر ابھرا ہے۔ انہوں نے عورت کی مظلومیت اور اس کے استحصال کو بھی بھی ناول کا موضوع بنایا ہے۔ عورت کا سب سے بڑا سے بڑا استحصال یہی ہے کہ اس کی سماجی حیثیت کو نظر انداز کر دیا جائے۔ ایسا عموماً جاگیر داری سماج میں ہوتا ہے جہاں عورت کو گھر کی چار دیواری میں مقید کرنے کے ساتھ ساتھ سماجی اور ثقافتی معاملات میں بھی اس کی شمولیت ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ نذیر احمد نے عورت کے اس استحصالی رویے کے خلاف رد عمل جس طرح ناولوں میں دیا ہے، اس بارے میں ڈاکٹر عقیلہ بشیر لکھتی ہیں:

> "ان کے ناولوں میں جاگیر داری نظام کی ماری ہوئی عورت کی تصویر ملتی ہے
> ۔ جس کو مرد اپنی ملکیت سمجھتے تھے۔ یہاں ان کے تمام پہلو سامنے آتے ہیں

ـان کی آپس کی رنجشوں، اخلاقی پستی، جہالت، ضعیف الاعتقادی، رسم ورواج کی پابندی، مذہب اور ارکان مذہب سے بیگانگی اور اس قسم کی دوسری برائیوں پر جس کی وجہ سے وہ اچھی مائیں اور سلیقہ شعار بیویاں نہیں بن سکتی تھیں۔" (11)

سماجی معاملات میں عورت کو نظرانداز کیے جانے کی بڑی وجہ بھی عورت کی یہ خرابیاں ہیں۔ اگرچہ مرد بھی ان خرابیوں سے مبرا نہیں ہے، لیکن عورت ذات میں ان خرابیوں کا پیدا ہونا زیادہ قبیح ہے کیوں کہ وہ بچے کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے۔ اگر وہ خود ان خرابیوں کا منبع ہو گی، تو اس کی گود میں پرورش پانے والی نسل آگے چل کر سماجی بگاڑ کا ہی سبب بنے گی۔ نذیر احمد کی تانیثی فکر عورت کی اصلاح کے جذبے سے سامنے آتی ہے۔ وہ اس حقیقت کو سامنے لاتے ہیں کہ عورت کو اپنی سماجی حیثیت منوانے اور سماج میں خود کو مرد کے برابر کا مقام دلوانے، سماجی معاملات میں اپنی شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے لازم ہے کہ عورت ایک مفید سماجی عنصر کے طور پر سامنے آئے۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں عورت ذات کے کئی ایسے کردار متعارف کروائے ہیں، جو ان سماجی خرابیوں کی وجہ سے سماج میں وہ حیثیت حاصل نہیں کر پاتیں، جس کی وہ حق دار ہیں ۔ ناول "بنات النعش" کی حسن آراء بھی ایک ایسی ہی عورت ہے جس کے مزاج میں ایسی خرابیاں اور بگاڑ پایا جاتا ہے، جو اس کی سماجی حیثیت کو متاثر کرتی ہیں۔ نذیر احمد اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کوئی خرابی نہ تھی کہ اس کے مزاج میں نہ ہو اور کوئی بگاڑ نہ تھا کہ اس کے مزاج میں نہ ہو۔ مکتب میں گئی تو شرارت، بدمزاجی، بدزبانی، خود پسندی، بے باکی، جنگ جوئی، حسد، دروغ گوئی، بدلحاظی، تنگ چشمی، لالچ، بے صبری، سستی، بے ہنری، بد سلیقگی، اپنی قدیم سہیلیوں کو ساتھ مدرسہ لے جانے کی عادت۔" (12)

عورت جب ایسے عادات و خصائص کی حامل ہو گی تو وہ سماجی سطح پر مرد کی برابری اور مرد کے برابر سماجی کردار کا حق تسلیم نہیں کروا سکے گی۔ نذیر احمد کے ناولوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت کو مرد کے برابر لانے اور اس کے حقوق کے تحفظ کے لیے سب سے پہلے عورت پر ہی یہ زور دیتے ہیں کہ وہ اپنے اندر ایسے خصائص پیدا کرے جو سماج میں اس کو ایک مفید عنصر کے طور پر متعارف کروا سکیں۔ دوسری طرف دیکھا جائے تو ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں میں عورت کی سماجی حیثیت کم کرنے اور اس کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کرنے میں پدرسری سماج کا بھی گہرا عمل دخل ہے۔ وہ اس حقیقت کو سامنے لاتے ہیں کہ سماج میں عورت کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسے اچھی تعلیم و تربیت سے مزین کیا جائے۔ تانیثیت بھی اس امر پر زور دیتی ہے کہ عورت کا پہلا حق اس کی بہترین تعلیم و تربیت ہے تاکہ وہ سماج میں اپنی حیثیت کو پہچان سکے اور اس کے مطابق اپنا سماجی کردار ادا کر سکے۔ ڈپٹی نذیر احمد عورت کے اس حق سے محرومی کی عکاسی یوں کرتے ہیں:

"مصیبت تو یہ ہے کہ اکثر لوگ عورتوں کو لکھانے پڑھانے کو عیب اور گناہ خیال کرتے ہیں۔ان کو اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لکھنے پڑھنے سے عورتوں کی چار آنکھیں ہو جائیں اور غیر مردوں سے خط و کتابت کرنے اور خدانخواستہ کل کلاں کو ان کی پاک دامنی اور پردہ داری میں کسی قسم کا فتور واقع ہو۔"(13)

مرد کی اسی سوچ کے رد عمل میں تانیثیت کی تحریک نے زور پکڑا۔ مرد نے اپنی اصلاح کی بجائے عورت کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر کے اس کی پاک دامنی کو بچانے کا تصور دیا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم شعور دیتی ہے۔ ایسا شعور جو اپنا نفع نقصان اور حلال و حرام میں تمیز کرنے کی طرف لے کر جاتا ہے، لیکن مرد نے عورت کو اس شعور سے محروم کرتے ہوئے محض اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لیے جبر کا راستہ اپنایا۔اس جبر کا شکار ہونے والی عورت بنیادی حقوق سے محروم ہوتی چلی گئی۔نذیر احمد اپنے ناولوں میں اس تانیثی نقطہ نظر کو نمایاں کرتے ہیں کہ پدر سری سماج عورت کے سماجی حقوق کو ہی پامال نہیں کرتا بلکہ عورت کے بنیادی حقوق یہاں تک اس کی تعلیم اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے شعور کے راستے میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کے ہاں جو اصلاحی نقطہ نظر ملتا ہے وہ بھی اسی تانیثی فکر کا شاخسانہ ہے کہ عورت نے سماج میں اگر مرد کے برابر حقوق حاصل کرنے ہیں تو اسے اپنی تعلیم و تربیت کے حق کو سب سے پہلے منوانا ہو گا۔ تعلیم و تربیت اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا شعور ہی پدر سری سماج میں اس کی بقا کا ضامن ہے۔

نذیر احمد کے ناولوں میں تانیثی فکر اس حقیقت کو عیاں کرتی ہے کہ عورت کی تعلیم سے محرومی اسے توہمات کے چنگل میں پھنسا دیتی ہے۔ وہ حقیقت سے دور ہوتی چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے سماج میں مرد کی برابری تو درکنار، خود عورت کا سماجی کردار بھی معدوم ہو جاتا ہے۔ توہمات حقیقت سے دور لے جاتے ہیں۔ان کے ناول "مراۃ العروس" میں تمیز دار بہو کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ اگرچہ سلجھی ہوئی خاتون ہے لیکن توہمات کا شکار ہو کر اپنی جمع پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔

نذیر احمد نے ناولوں میں تانیثی فکر کے زیر اثر عورت کی ان کمزوریوں کو نمایاں کیا ہے، جو اسے مرد کے برابر حقوق سے دور رکھتی ہیں۔ وہ اس حقیقت پر زور دیتے ہیں کہ عورت جب تک اپنی اصلاح کرتے ہوئے خود کو مرد کے برابر صلاحیتوں کی حامل نہیں کر لیتی، تب تک وہ مرد کے برابر حقوق کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی سماجی عنصر سماج میں کردار ادا کرنے کی طرف بڑھتا ہے تو اس کے حقوق کے ساتھ ساتھ اس کے فرائض بھی لازم ہوتے ہیں۔ حقوق کے حصول کے لیے لازم ہے کہ فرائض کو پورا کیا جائے۔ نذیر احمد اس تانیثی فکر کو پروان چڑھاتے ہیں کہ سماج میں عورت کے سماجی مرتبے کے حصول کے لیے عورت کو اپنے فرائض کی انجام دہی کی طرف لوٹنا پڑے گا تاکہ وہ سماجی فلاح میں اپنا کردار ادا کر سکے۔ ان کے ناولوں میں کئی ایسے کردار ملتے ہیں جو فرائض سے غافل ہیں۔ تانیثیت عورت کے حقوق کے ساتھ ساتھ عورت کی تربیت ان خطوط پر بھی کرتی ہے کہ وہ اپنی سماجی ذمہ داریوں سے بہتر انداز میں عہد برآ ہو سکے۔ سماجی حوالے سے دیکھا جائے تو عورت پر دہری زمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایک طرف اسے سماجی سطح پر اپنا کردار ادا کرنا

ہوتا ہے تو دوسری طرف گھریلو زندگی میں بھی اس کا کردار مسلمہ ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد اس دہرے کردار کے لیے عورت کو تیار رہنے کا درس دیتے ہیں۔ وہ ایسے نسوانی کردار سامنے لاتے ہیں جو اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہونے کی وجہ سے سماجی سطح پر اپنا وہ کردار ادا نہیں کر سکتیں جو انہیں مرد کے برابر لا کھڑا کریں۔ ایسی ہی ایک عورت "فسانۂ مبتلا" کی غیرت بیگم بھی ہے جس کے بارے میں نذیر احمد لکھتے ہیں:

> "گھر کی صفائی ستھرائی، ساز و سامان کی درستی، انتظام کی خوبی، یہ چیزیں بھی داخلِ حسن ہیں اور طبیعت میں سلیقہ ہو تو ہاتھ پانو کے اور غیرت بیگم کے تو زبان ہلانے سے سب کچھ ہو سکتا تھا مگر اس نے ان چیزوں کی طرف کبھی بھول کر بھی توجہ نہ کی۔ (14)

نذیر احمد نے اپنے ناولوں میں ایسے نسوانی کردار متعارف کروائے ہیں جو شریف گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے اکثر متوسط گھرانوں کی لڑکیاں اور عورتیں ہیں، لیکن وہ سلیقہ مندی اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس جو عورت کو سماجی سطح پر معتبر بناتا ہے، ان کرداروں میں نام کو نہیں ہے۔ نذیر احمد کے نزدیک اگرچہ یہ درست ہے کہ پدر سری سماج عورت کے سماجی مرتبے کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورت کا اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہونا، اس کو اس قابل ہی نہیں بنا پاتا کہ وہ سماجی زندگی میں کوئی اعلیٰ کردار ادا کر سکے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ ایسی عورتیں اپنے شوہروں کی توجہ حاصل کرنے میں بھی ناکام رہتی ہیں۔ اس امر کے جو سماجی اثرات سامنے آتے ہیں، ان کے بارے میں ڈاکٹر عقیلہ بشیر لکھتی ہیں:

> "اپنی بد سلیقگی، مزاج ناشناسی اور بداخلاقی کی وجہ سے اس عہد کی عورتیں اپنے شوہروں کے لیے جاذب توجہ نہیں رہی تھیں۔ اپنے فرائض سے بے گانگی کا نتیجہ ان کے حق میں عموماً تباہ کن ثابت ہوتا۔ چنانچہ ایسی عورتوں کی بدولت طوائف کو معاشرے میں پھلنے پھولنے کا موقع مل گیا۔ مردوں نے اپنے گھر کے جھگڑوں سے دور اپنے عیش اور تن آسانی کے ذرائع تلاش کر لیے۔"(15)

نذیر احمد کے ناولوں میں تانیثی عناصر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد سے زیادہ عورت کی غفلت کو نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے ناول "مراۃ العروس" اور "فسانہ مبتلا" میں ایسے نسوانی کردار سامنے آتے ہیں جو سماجی کردار ادا کرنا تو دور کی بات ہے، اپنے مردوں کی خوشنودی کا سامان کرنے سے بھی غافل ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں عورت مرد کے دل سے اترتی چلی جاتی ہے۔ یہ صرف مرد کے لیے ہی نہیں خود عورت کے بھی سماجی حوالے سے ناقابل تلافی نقصان کا سبب بنتی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کی تانیثی فکر عورت کو اس کے فرائض سے یوں آگاہ کرتی ہے:

"عورت کا پیدا کرنا صرف مرد کی خوش دلی کے واسطے تھا اور عورت کا فرض
ہے مرد کو خوش رکھنا۔ افسوس کہ دنیا میں کس قدر کم عورتیں اس فرض کو
پورا کرتی ہیں۔"(16)

نذیر احمد کی تانیثی فکر ان کے عہد کی دین ہے۔ انہوں نے جس عہد میں ناول کی صورت میں اپنی تخلیقی زندگی کا آغاز کیا وہ عہد جاگیرداری سماج کا تھا۔ اس کے علاوہ مذہب سے نذیر احمد کے گہرے تعلق نے بھی ان کی تانیثی فکر کو خاصا متاثر کیا۔ وہ عورت کے حقوق کے قائل ہیں اور ان حقوق کے حصول کے لیے سر گرداں بھی نظر آتے ہیں لیکن وہ عورت کو ایسی آزادی دینے کے کسی طور بھی قائل نہیں ہیں جو اسے اس کے اصل فرائض یعنی اپنے شوہر کی خوشنودی، امورِ خانہ داری اور اس طرح کے دیگر فرائض سے غافل کر دے۔ ان کے ہاں عورت کی تعلیم و تربیت بھی اسی فکر کے گرد گھومتی ہے کہ عورت اس شعور کی حامل ہو جائے کہ سماجی حوالے سے اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ تانیثیت عورت کے سماجی کردار کو موضوعِ بحث بناتی ہے تو نذیر احمد اس کی سماجی ذمہ داریوں پر زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک وہی عورت سماجی سطح پر کردار ادا کر سکتی ہے، جو اپنی سماجی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے۔ نذیر احمد کے نزدیک عورت کی سماجی ذمہ داریوں میں مادر پدر آزادی کی بجائے اس کی حقیقی فرائض شامل ہیں۔ اس فکر کے محرکات نذیر احمد کے عہد کے جاگیرداری نظام کے ساتھ ساتھ ان کی مذہبی سوچ بھی ہے۔ ڈاکٹر فہمیدہ کبیر اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

"عورت کی اصلاح کے معاملے میں نذیر احمد کی نیت پر شک نہیں کیا جا سکتا،
لیکن مذہبی تصورات اور جاگیرداری رسوم و روایات کے شکنجے اتنے سخت تھے
کہ نذیر احمد کوششوں کے باوجود اپنے آپ کو پوری طرح آزاد نہ کر سکے۔"
(17)

ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں میں تانیثی فکر کی کارفرمائی مذہب کے زیرِ اثر سامنے آتی ہے۔ وہ عورت کو ایک سماجی عنصر مانتے ہیں، سماج میں اس کے کردار کے قائل ہیں، اس کے ذریعے سماجی فلاح و بہبود اور ترقی بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہیں، لیکن وہ عورت کے سماجی کردار کو مذہب کے زیرِ اثر ادا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کی مثالیں ان کے ناولوں میں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ وہ بیوہ کے بنیادی حق یعنی عقدِ ثانی پر زور دیتے ہیں، تاکہ وہ سماج میں باعزت زندگی گزار سکے۔ عورت کی تعلیم و تربیت کو بھی مرد سے زیادہ ضروری خیال کرتے ہیں، لیکن اس تعلیم و تربیت کے لیے وہ اس نظامِ تعلیم کے قائل نہیں جو مادر پدر آزادی کا درس دیتا ہے۔ جو عورت کو اس کی گھریلو ذمہ داریوں اور اس کے حقیقی سماجی فرائض سے دور کرتا چلا جاتا ہے۔

نذیر احمد کے ناولوں میں تانیثی حوالے سے عورت کے استحصال کے خلاف بھی آواز بلند ہوئی ہے۔ انہوں نے مرد کے عورت مخالف رویوں کو یوں بیان کیا ہے کہ ایک طرف مرد عورت کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینے کی بجائے اسے محض گھر کی چار دیواری تک محدود رکھتا ہے جب کہ دوسری طرف اسے غیر تعلیم یافتہ اور غیر مہذب قرار دے کر سماجی عمل بھی سے دور کرتا چلا جاتا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے ہندوستان کے متوسط طبقے کی خواتین کے ساتھ مرد کے

ایسے رویے کو ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ان کے ناول "ایامیٰ" کا ہیرو خواجہ مشتاق عورت کے بارے جو سوچ رکھتا ہے، نذیر احمد اس کا اظہار خواجہ مشتاق ہی کی زبانی یوں کرتے ہیں:

> "میں اس ملک کی عورتوں اور جانوروں میں کچھ فرق نہیں پاتا مگر بہت ہی کم۔ان میں نہ بھی بی بی ہونے کی صلاحیت ہے نہ ماں ہونے کی صلاحیت موجود ہو تو کہاں سے ہو۔ تعلیم نہیں، تربیت نہیں، بیبیاں نہ کہو، معزز لونڈیاں، مغرب مامائیں، کیونکہ گھر کی ٹہل اور خدمت کے سوائے (اور ٹہل اور خدمت بھی مبتذل) ان کو کچھ اور بھی آتا ہے۔لیاقت کا تو یہ حال ہے کہ اگر کسی بدنصیب خانہ دار کو سفر در پیش آگیا تو جتنے دن سفر میں گزرے، بیوی رانڈ اور میاں رنڈوے۔دل کی بات نہ یہ لکھ سکتا ہے اور نہ وہ لکھ سکتی ہے (18)"۔

یہاں مرد کے ذریعے عورت کے ناخواندہ ہونے کو ہدفِ تنقید بنایا جارہا ہے لیکن مرد اپنی اس ذمہ داری سے بے بہرہ ہے کہ عورت کی تعلیم و تربیت بھی اسی طرح اس کی ذمہ داری تھی جس طرح مرد کی تعلیم اس نے لازم سمجھی۔نذیر احمد کی تانیثی فکر عورت کے حق میں یہی آواز بلند کرتی ہے کہ مرد ایک طرف خود عورت کو تعلیمی سرگرمیوں سے دور رکھتا ہے تو دوسری طرف اس کے ناخواندہ ہونے کو ہدفِ تنقید بھی بناتا ہے۔نذیر احمد کے دیگر ناولوں میں بھی عورت کے حوالے سے ایسے ہی رویے ملتے ہیں۔ابن الوقت میں پھوپھی کا کردار بھی ایک ایسا ہی کردار ہے جو انگریزی تعلیم کے سماج میں ہونے کے باوجود انگریزی عہدوں تک کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتیں۔جس کی وجہ سے اس کی سماجی حیثیت ایک لایعنی عنصر کے طور پر سامنے آتی ہے۔

نذیر احمد کے ناولوں میں تانیثی فکر کے حوالے سے عورت کی کم عمری کی شادی بھی اس کے سماجی استحصال اور مرد کی اجارہ داری کو سامنے لاتی ہے۔خاص طور پر ناول ایامیٰ میں انہوں نے عورت کے اس استحصال کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔عورت بھی مرد کی طرح ایک سماجی عنصر ہے۔اسے بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنا سماجی کردار ادا کرے۔بہتر تعلیم و تربیت سے مزین ہو اور اس تعلیم کے ذریعے وہ ایک ایسے سماجی عنصر کے طور پر سامنے آئے، جو مرد کی اجارہ داری کی بجائے عورت کے حقوق کا علمبردار ہو۔لیکن پدرسری سماج میں عورت کو اس بنیادی حق سے محروم کرتے ہوئے اس کے نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں بیاہ دینے کا چلن اس کو سماج سے اٹھا کر گھریلو ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دبا دیتا ہے۔وہ لڑکی جس نے اپنی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہو، اس کے سیکھنے کی عمر چل رہی ہو، ایسی صورت میں اس کو شادی کے بندھن میں باندھ کر ایسی ذمہ داریاں اس پر ڈال دی جاتی ہیں، جنہیں اٹھانے کی وہ سکت ہی نہیں رکھتی۔ایسی صورت میں اسے سسرال میں بھی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔نذیر احمد کے سماج میں کم عمری کی شادی کا رواج اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ چودہ سال کی لڑکی کے لیے شادی کرنا لازم ہو چکا تھا۔ناول ایامیٰ میں اس کی عکاسی یوں ملتی ہے:

"یوں تو خیر ہم لوگوں میں لڑکیوں کو چودھویں برس ضرور بیاہ دیتے ہیں لیکن اس کا ماشاء اللہ ایسا اٹھان ہے کہ یہ تو کیا بتاؤں بارھویں ہی میں بدا ہو گی۔" (19)

گویا لڑکی کا قد کاٹھ اچھا ہونا، اس کی ایسی غلطی قرار پاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ماں باپ کے گھر میں برداشت بھی نہیں کی جاتی ۔ بارہ یا چودہ برس کی لڑکی کو یوں بیاہے جانا، نہ صرف اس کے جذبات اور احساسات کو کچل دینے کے مترادف ہے بلکہ اس پر پڑنے والی گھریلو ذمہ داریاں اس کی شخصیت کو بھی مسخ کرتی چلی جاتی ہیں۔ پدر سری سماج کی اس روش کی عکاسی نذیر احمد کے ناولوں میں بڑے جاندار انداز میں ملتی ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو نذیر احمد کے ناولوں میں تانیثی فکر عورت کی تعلیم و تربیت سے محرومی میں مرد کے کردار کے ساتھ ساتھ عورت پر مرد کی اجارہ داری کو بھی سامنے لاتی ہے۔ انہوں نے مختلف عورتوں کے ایسے کردار پیش کیے ہیں جو مرد کی خواہش اور اس کے نامساعد رویوں کی بھینٹ چڑھ کر محض اس کی خوشنودی کی خاطر اپنی خواہشات او راحساسات کو بھی قربان کرتی چلی جاتی ہیں۔ دوسری طرف نذیر احمد عورت کو ایک سماجی عنصر کے طور پر سامنے لاتے ہیں جس کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے ایسی تربیت کی ضرورت ہے، جو اسے مرد کے برابر کا مفید سماجی عنصر بنا سکے۔ نذیر احمد کے ناولوں میں پایا جانا والے اصلاحِ نسواں کا رویہ بھی در حقیقت اسی تانیثی فکر کا شاخسانہ ہے۔ وہ عورت کی اصلاح اور اس کی تعلیم و تربیت کے ذریعے اسے اپنے حقوق کے شعور کے ساتھ ساتھ اس کی سماجی ذمہ داریوں سے بھی آگاہی دلاتے ہیں تاکہ وہ مرد ہی کی طرح سماجی سطح پر اپنا کردار ادا کر سکیں، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نذیر احمد کے ناولوں میں عورت کا یہ سماجی کردار مذہب اور جاگیر داری سماج کے تابع دکھائی دیتا ہے۔ وہ عورت کی ایسی آزادی یا اس کی ایسی ذمہ داریوں کے ہر گز قائل نہیں ہیں جو اسے اپنی مذہبی اقدار سے دور کرنے کا سبب بنیں۔

حوالہ جات

1۔ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری، کراچی : آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس،2002ء، ص:37

2۔ انسائیکلو پیڈیا آف سوشیالوجی،والیوم ا، لندن ، گریکارٹ پریس، 1998ء،ص:556

3۔ روڈ اریڈک ، ایشین جرنل وومن ، ایشیا،جلد 2،ص:4

4۔ شمس الرحمٰن فاروقی ، تانیثیت کی تفہیم ، مشمولہ: ادبیات، اسلام آباد: اکادمی ادبیات، شمارہ60، جنوری تاجون 2002، ص:17

5۔ میرن لین فرنچ،عورت کے خلاف جنگ ہر محاذ پر، ترجمہ:شفقت مرزا، کراچی:اکادمی بازیافت، 2002ء،ص:13

6۔ ضمیر علی بدایونی ، نسائیت کی تحریک او ر اردو ادب،مشمولہ :مکالمہ ،کراچی : کتابی سلسلہ نمبر10،ص:12
7۔ وزیر آغا، تانیثیت ،مشمولہ: تضمین،لاہور: حافظ جمیل پرنٹنگ پریس،اکتوبر 2007ء،ص:7
8۔ ناصر عباس نیّر، تانیثیت ا ورجدید اردو نظم، مشمولہ : سبل ، راولپنڈی:ایف آئی پرنٹرز، جولائی تا ستمبر 2002ء،ص:60
9۔ ناصر عباس نیّر، تانیثیت ا ورجدید اردو نظم،ص:67
10۔ نذیر احمد،ڈپٹی،مراۃالعروس،لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،1994ء،ص:108
11۔ عقیلہ جاوید،ڈاکٹر،اردو ناول میں تانیثیت،ملتان:بہاءالدین زکریایونی ورسٹی،جولائی2015ء،ص:108
12۔ نذیر احمد،ڈپٹی،بنات النعش،،مشمولہ، مجموعہ ڈپٹی نذیر احمد،لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،1994ء،ص:466
13۔ نذیر احمد،ڈپٹی،مراۃالعروس،ص:10
14۔ نذیر احمد،ڈپٹی،فسانہ مبتلا،لاہور:تعریف پرنٹرز،1995،ص:104
15۔ عقیلہ جاوید،اردو ناول میں تانیثیت،ص:110
16۔ نذیر احمد ڈپٹی،مراۃالعروس،ص:43
17۔ فہمیدہ کبیر،اردو ناول میں عورت کا تصور، نئی دہلی:مکتبہ جامعہ لمیٹڈ،1992ء،ص:35
18۔ نذیر احمد،ڈپٹی،ایامیٰ،لاہور:تعریف پرنٹرز،1997ء،ص:119
19۔ ایضاً،ص:4